السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مسجد کی وقف شدہ زمین کی آمدنی کو جو مسجد کی حوائج ضروریہ سے فاضل ہو مدرسہ یا دیگر امور شرعیہ میں استعمال کیا جا سکتا ہے، یا نہیں۔ خصوصاً تبلیغی اسلامی (تحریری یا تقریری) میں خرچ کرنا ازراے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں اس آمدنی کا استعمال دینی مدارس اور اسلامی تبلیغ اور دیگر امور شرعیہ میں کر سکتے ہیں، کیوں کہ یہ سب فی سبیل اللہ کام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ شریف کے خزانے کو جو بیت اللہ شریف کو جو بیت اللہ شریف کی ضرورت سے زائد تھا، غرباً اور مساکین ویتامیٰ و دیگر مسلمانوں کے درمیان تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ بخاری شریف کتاب الحج باب کسوة الکعبه میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ

لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اَدَعَ فِيْهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ اِلَّا قَسَمْتُهُ قُلْتُ اِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا قَالَ هُمَا الْمَرْآنِ اَقْتَدِي بِهِمَا

''یعنی انہوں نے کہا کہ میرا قصد ہے کہ کعبہ میں جتنا سونا چاندی ہے اس میں سے کچھ نہ رکھوں، سب بانٹ دوں، میں نے کہا کہ آپ کے (پیش رو) دونوں ساتھیوں نے تو ایسا نہیں کیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ انہیں دونوں صاحبوں کی تو میں پیروی کر رہا ہوں۔''

ان دونوں صاحبوں سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، کہا جاتا ہے کہ کعبہ کے تلے ایک بہت بڑا خزانہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے کھودنے کا ارادہ کیا تھا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کے خزانہ سے مراد وہ آمدنی ہے جو بطور نذر و نیاز کے حاجی اور زائرین چڑھاتے تھے اور وہ آمدنی کی صندوق میں جمع رہتی تھی، حضرت امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ جب وہاں کی آمدنی کی تقسیم جائز ہے تو کعبہ کا غلاب بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کے غلاف کو ہر سال نکال کر حاجیوں پر تقسیم کر دیا کرتے تھے، تو جب کعبہ شریف کا غلاف جو اس کی ضرورت سے زیادہ ہو، غریبوں، مسکینوں اور حاجیوں پر تقسیم کرنا جائز ہوا تو دیگر مساجد کی آمدنی جو ان کی ضرورت سے زائد ہو اسلامی کاموں پر خرچ کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، جس طرح کعبہ کا غلاف کا کعبہ شریف کے لیے وقف ہوتا ہے، اور یہ وقف ضرورت سے زیادہ ہونے کی وجہ سے غریبوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کر دیا گیا اور خرچ کیا جا سکتا ہے تو دیگر مساجد کی آمدنی ان مصارف میں بدرجہ اولیٰ خرچ کی جا سکتی ہے۔ اس کی دلیل مفصل فتح الباری میں موجود ہے، جو مضمون بالا کی تائید کرتی ہے۔ (مولانا) عبد السلام بستوی، اہل حدیث دہلی جلد نمبر ۴ ش نمبر ۱)

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل]

جلد02